

۲۱۔ باب زہد و ورع

تمہیں زہد و ورع اختیار کرنا چاہئے اور حرام اور مشتبہ چیزوں سے اجتناب کرنا چاہئے۔ ورع دین کا ستون اور وہ محور ہے جس پر علمائے باعمل نے بہت زور دیا ہے۔ رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے: (جہنم کی) آگ اس گوشت کی زیادہ مستحق ہے جس کی نشوونما حرام سے ہوئی ہو۔ اور آپ ﷺ کا یہ بھی ارشاد ہے: 'جو شخص شبہ والی چیزوں سے بچ گیا اس نے اپنے دین اور اپنی آبرو کو بچا لیا اور جو شخص شبہ والی چیزوں میں پڑ گیا وہ حرام میں جا پڑے گا۔'

جان رکھو کہ جو حرام اور مشتبہ اشیاء حاصل کرتے ہیں انہیں خیر کے کام کرنے کی شائد ہی توفیق ملتی ہو اور جب وہ بہ ظاہر بھلائی کے کام کرتے ہوئے دکھائی دیتے ہیں تو حقیقت میں وہ کام بھی اندر سے لازمی طور پر ایسی پوشیدہ خرابیوں سے آلودہ ہوتے ہیں جو انہیں تباہ کر کے رکھ دیتی ہیں جیسے خود ستائی اور دکھاوا۔ بہر صورت جو لوگ ناجائز وسائل پر انحصار کرتے ہیں وہ مردود ہیں کیونکہ اللہ پاک ہے اور وہ صرف وہی کچھ قبول کرتا ہے جو پاک ہو۔ اس بات کی وضاحت یوں کی جاسکتی ہے کہ امور تو جسم کو حرکت دینے سے ہی انجام پاتے ہیں اور جسم حرکت اس توانائی سے کرتا ہے جو اسے خوراک سے حاصل ہوتی ہے۔ اب اگر خوراک گھٹیا اور خراب ہے تو ظاہر ہے کہ اس سے حاصل ہونے والی توانائی اور اس توانائی سے نتیجے میں عمل پزیر ہونے والی حرکات بھی گھٹیا اور خراب ہی ہوں گی۔ حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے فرمایا: 'اگر تم اتنی عبادت کرو (نماز پڑھو) کہ تمہاری کمردہری ہو جائے اور اتنے روزے رکھو کہ سوکھ کر تنکا ہو جاؤ (تو بھی) اللہ انہیں صرف اسی صورت میں قبول فرمائے گا اگر ان عبادات کی ادائیگی میں ورع کو ملحوظ رکھا گیا ہو گا۔' حضور ﷺ کا یہ بھی ارشاد ہے کہ: 'جس نے دس درہم کا کپڑا خریدا اور اس میں ایک درہم حرام کا تھا تو جب تک وہ کپڑا اس کے جسم پر

رہے گا اللہ تعالیٰ اس کی کوئی نماز قبول نہ فرمائے گا۔ اگر اس کپڑے کے دسویں حصے کے حرام ہونے پر یہ صورت حال ہے تو سوچو اگر وہ پورے کا پورا حرام ہوتا تو معاملہ کیا ہوتا؟ اور یہ معاملہ ان کپڑوں کا ہے جو جسم کے اوپر پہنے جاتے ہیں، اب غور کرو اس غذا کی صورت کیا ہوگی جو رگوں اور جوڑوں میں دوڑتی پھرتی ہے اور سارے کے سارے جسم میں سرایت کر جاتی ہے۔

جان رکھو کہ حرام چیزیں دو طرح کی ہوتی ہیں ایک وہ جو (فی نفسہ) ہوتی ہی حرام ہیں جیسا کہ مردہ جانور، خون اور شراب۔ ان چیزوں کا استعمال کبھی بھی جائز نہیں سوائے انتہائی ضرورت کے تحت کہ جب ان کے سوا چارہ نہ ہو اور معاملہ زندگی اور موت کا ہو۔ دوسری قسم میں وہ چیزیں آتی ہیں جو (فی نفسہ) حلال ہیں جیسا کہ لکڑی اور صاف پانی مگر وہ ہوتی کسی اور کی ملکیت ہیں۔ چنانچہ یہ چیزیں تب تک ناجائز رہیں گی جب تک کہ جائز ذرائع سے حاصل نہیں کی جاتیں مثلاً خرید کر یا پھر تحفے یا میراث کی صورت میں۔

مشتبہ چیزوں کے بھی کئی درجے ہیں۔ ایسی چیز جس کے حلال ہونے کا تمہیں قریب قریب یقین ہو مگر اس کے حرام ہونے کا بھی کچھ احتمال ہو تو اس کو حرام سمجھو اور ایسی چیز جس کے حلال ہونے کا تمہیں یقین ہو مگر اس کے حرام ہونے کا بھی شک ہو تو اس چیز کو بھی از روئے زہد و ورع ترک کر دو۔ باقی چیزیں ان دو درجوں کے درمیان ہیں جیسے مثلاً ایسی چیزیں جن کے حلال ہونے کا بھی اتنا ہی احتمال ہو جتنا کہ ان کے حرام ہونے کا۔ حضور ﷺ کا ارشاد ہے:

’یریبک الی ما لا یریبک‘ یعنی جس چیز میں تمہیں شک ہو اسے چھوڑ کر وہ چیز اختیار کر لو جس میں تمہیں شک نہ ہو۔ انسان کے زہد و ورع کا اندازہ اسی بات سے لگایا جاتا ہے کہ وہ ان اشیاء سے کتنا اجتناب کرتا ہے جن کے حلال یا حرام ہونے

کی صورت واضح نہیں۔ بندے کو اس وقت تک متقی کا مقام نہیں ملتا جب تک وہ مشتبہ یا حرام سے پرہیز نہیں کرتا۔ رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے: 'بندہ اس وقت تک متقی کا درجہ نہیں پاتا جب تک وہ نقصان دہ چیزوں (میں مبتلا ہونے کے ڈر سے بعض) غیر نقصان دہ چیزوں کو بھی ترک نہیں کر دیتا'۔ اصحابِ رسولؐ فرمایا کرتے تھے: 'ہم حلال کے ستر مواقع اس ڈر کی بنا پر چھوڑ دیتے تھے کہ کہیں ہم حرام میں مبتلا نہ ہو جائیں'۔ اور یہ امر تو مدتِ مدید سے رخصت ہو چکا۔ حرام اور مشتبہ چیزوں سے دور رکھنے والا ایسا زہد و ورع اب کہاں ملتا ہے؟ طاقت اور قوت اللہ ہی کی طرف سے ہے۔

ان تمام امور کو خوب جانو جو اللہ نے حرام کیے ہیں تاکہ ان سے بچ سکو۔ جو شر کو نہیں پہچانتا وہ اس میں مبتلا ہو جاتا ہے۔ یہ بات بھی جان لو کہ صاحبِ دین شخص کے حرامِ قطعی و عینی میں مبتلا ہونے کا احتمال تو نہیں ہوتا جیسے حرامِ جانور کا گوشت کھانا یا پھر جبر، ظلم، چوری اور غارت گری کے ذریعے دوسروں کا مال ہڑپ جانا کہ ایسا تو ہٹ دھرم نامراد اور سرکش شیطان کے پیروکار ہی کر سکتے ہیں، تاہم تین امور سے صرف نظر کرنے کے باعث اہل دین بعض اوقات اشتباہ و ابہام کا شکار ہو جاتے ہیں۔

جان رکھو کہ صاحبِ دین شخص کبھی ایسے امور میں مبتلا نہیں ہو سکتا جو قطعی حرام ہوں جیسے کہ حرامِ جانور کا گوشت کھانا یا جبر، غارت گری اور چوری کر کے ناجائز طریقے سے دوسروں کا مال غصب کرنا کیونکہ ایسی حرکتیں تو ہٹ دھرم نامراد، سرکش شیطان کے پیروکار ہی کر سکتے ہیں۔ تاہم صاحبِ دین لوگ تین باتوں کو نظر انداز کرنے کے سبب ابہام کا شکار ہو جاتے ہیں۔

پہلی بات یہ کہ جہاں ضروری ہو وہاں وہ اچھی طرح چھان بین نہیں کرتے۔ اس کی وضاحت ہم یوں کر سکتے ہیں کہ لوگوں سے تعلقات کے لحاظ سے ان افراد کو تین درجوں میں تقسیم کیا جاسکتا ہے۔ پہلے درجے میں وہ لوگ آتے ہیں جن کے بارے میں تم جانتے ہو کہ وہ نیک اور صالح ہیں: ایسے لوگوں کے ساتھ تم کوئی سوال کیے بغیر کھاپی سکتے ہو اور معاملہ بندی کر سکتے ہو۔ دوسرے درجے میں وہ لوگ آتے ہیں جن کے بارے میں تم کچھ نہیں جانتے کہ وہ بھلے ہیں یا بُرے۔ زہد و ورع کا تقاضا ہے کہ ایسے لوگوں سے میل ملاپ کرنا چاہو یا ان سے تحفہ (ہدیہ) وصول کرنا چاہو تو ان کے بارے میں کچھ پوچھ گچھ کر لو مگر شائستگی سے۔ اگر تمہیں لگے کہ ایسا کرنے سے ان کی دل شکنی ہوگی تو ایسی صورت میں خاموشی اختیار کرنا بہتر ہے۔ تیسرے درجہ ان افراد پر مشتمل ہے جن کے بارے میں تم جانتے ہو کہ وہ بُرے اور ظالم ہیں جیسے مثال کے طور پر سُود خور، یا خرید و فروخت میں احتیاط نہ کرنے والے یا یہ پروا نہ کرنے والے کہ پیسہ کہاں سے آرہا ہے۔ بہتر یہی ہے کہ ایسے لوگوں کے ساتھ تعلقات نہ رکھے جائیں۔ اور اگر ان سے میل جول ناگزیر ہو جائے تو از روئے زہد و ورع پیشگی چھان بین ضرور کر لو کہ ان کا حلال مال ابہام سے پاک ہے یا نہیں۔ اس سب کے باوجود ان سے بچنا ہی بہتر ہے۔ اگر تمہیں کوئی ایسی شے پیش کی جائے جس کے بارے میں تمہیں یقین ہو یا وہ دیکھنے میں حرام یا مشتبہ لگے تو اسے لینے سے انکار کرنے میں توقف نہ کرو۔ چاہے یہ شے تمہیں انتہائی نیک شخص ہی کیوں نہ دے رہا ہو۔ دوسری بات فاسد امور اور مکروہات سے عدم احتراز ہے۔ اس ضمن میں تمام تر معاملات میں، لین دین میں جائز طریق کار کا اختیار کرنا اور معاہدہ کرنا ضروری ہے۔ ہاں البتہ چھوٹی موٹی چیزوں کے لیے معاہدہ وغیرہ کرنا لازمی نہیں۔

کاروبار میں دھوکا دہی، جھوٹ اور حلف اٹھانے سے اجتناب کرو۔ مال میں موجود ایسے نقص یا عیب کو چھپانے کی کوشش نہ کرو کہ جسے دیکھنے کے بعد خریدار اس مال کی پہلی قیمت دینے کو تیار نہ ہو۔ سود سے بچو کہ یہ گناہ کبیرہ ہے۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ ءَامَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ وَذَرُوا مَا بَقِيَ مِنَ الرِّبَا إِن كُنْتُمْ مُّؤْمِنِينَ
 ﴿٢٧٨﴾ فَإِن لَّمْ تَفْعَلُوا فَأْذَنُوا بِحَرْبٍ مِّنَ اللَّهِ وَرَسُولِهِ ۗ

ترجمہ: اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو اور چھوڑ دو جو باقی رہ گیا ہو سود اگر مسلمان ہو پھر اگر ایسا نہ کرو تو یقین کر لو اللہ اور اللہ کے رسول سے لڑائی کا (۲۷۸-۲۷۹:۲)

رسول اللہ ﷺ نے سود دینے والے پر، لینے والے پر، سودی لین دین کا کاغذ لکھنے والے پر اور اس کے گواہوں سب پر لعنت کی ہے۔

لین دین کا اصول یہ ہے کہ سونا سونے کے بدلے اور چاندی چاندی کے بدلے اور گیہوں گیہوں کے بدلے اور جو جو کے بدلے اور نمک نمک کے بدلے اگر لیا دیا جائے تو ان کا لین دین (مقدار) میں مثل بمثل یعنی برابر برابر اور دست بدست ہونا چاہئے اگر یہ قسمیں مختلف ہوں مثلاً گیہوں کا تبادلہ جو کے ساتھ یا جو کا تبادلہ کھجور کے ساتھ ہو تو پھر اجازت ہے کہ جس طرح چاہو خرید و فروخت کرو البتہ لین دین کا دست بدست ہونا (اس صورت میں بھی) ضروری ہے ورنہ یہ بھی ربا یا سود بن جائے گا۔ البتہ جانور کے بدلے جانور یا پیسے کے عوض کپڑا یا اجناس لینا سود نہیں۔

ذخیرہ اندوزی سے بچو۔ ذخیرہ اندوزی کا مطلب ہے ضرورت کے اناج کو سستے داموں خرید کر ذخیرہ کر لینا اور پھر مہنگے داموں بیچنا۔

تیسری بات یہ کہ وہ دنیا کی طلب و خواہش میں منہمک ہو جاتے ہیں اور اس کی لذت میں کھو کر رہ جاتے ہیں۔ ایسے حالات میں زہد و ورع پر کار بند رہنا مشکل ہو جاتا ہے۔ حلال کا دائرہ محدود ہوتا چلا جاتا ہے اور حلال اسراف یا فضول خرچی کا متحمل نہیں ہوتا۔

دوسری طرف وہ افراد جو دنیا سے بقدر ضرورت ہی غرض رکھتے ہیں ان پر زہد و ورع کا مرحلہ آسان ہوتا ہے۔ حجۃ الاسلام حضرت امام غزالیؒ نے فرمایا ہے: ”اگر تم سال بھر کے لیے ایک کھردری قمیض پر اور روزانہ دو خشک روٹیوں پر اکتفا کر سکو تو تمہارے لیے حلال کفایت کرے گا کیونکہ حلال کثرت سے ہے۔ تمہیں ہر چیز کی گہرائی میں جانے کی ضرورت نہیں بس ایسی چیزوں سے خبردار رہو جن کا حرام ہونا تمہیں معلوم ہے یا جن کے بارے میں تمہیں گمان گزرے کہ وہ مال حرام سے خریدی گئی ہیں۔“

جب تمہیں کوئی شے کھٹکے تو زہد و ورع کا تقاضا یہ ہے کہ اس سے اجتناب کرو چاہے وہ شے بہ ظاہر ہر طرح سے حلال ہی کیوں نہ لگتی ہو۔ جیسا کہ حضور ﷺ کا ارشاد ہے کہ جو شے طبیعت کو کھٹکے اور دل میں تردد پیدا کرے وہ گناہ ہے، چاہے فتویٰ دینے والے اس پر فتویٰ ہی کیوں نہ دیں۔ تاہم یہ ان کے بارے میں ہے جن کے دل منور ہوں اور جو (خطاؤں کے) ترک کرنے پر مائل ہوں نہ کہ ان کے ارتکاب پر۔

یہ مت سوچو کہ زہد و تقویٰ محض خوراک اور لباس تک محدود ہے؛ یہ تو تمام امور پر محیط ہے۔ تاہم اگر تمہارے پاس خالص مالِ حلال بھی ہو اور حلال اور مشتبہ مال بھی تو کھانے کے طور پر وہ استعمال کرو جو حلالِ محض ہے۔ کیونکہ ہر چیز کا انحصار کھانے پر ہے۔ حلال کھانا دل کو منور کرنے میں اہم کردار ادا کرتا ہے اور بدن کو عبادت کے لیے توانائی بخشتا ہے۔ ہمارے اسلاف میں سے ایک بزرگ فرماتے ہیں: ”جیسا تم کھاؤ گے ویسے ہی تمہارے اعمال ہوں گے۔“

حضرت ابراہیم بن ادھمؒ نے فرمایا ہے: ”اگر تم حلال و طیب رزق کھاتے ہو تو تم پر شب بیداری کرنا اور دن میں (نفل) روزہ رکھنا لازم نہیں رہ جاتا۔“ اس بات کو جان لو اور توفیق اللہ ہی کی طرف سے ہے۔